امام کا رکوع و سجود کے لیے جھک جانے کے بعد تکبیر کہنا کیسا؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0516

تاریخ اجراء: 19 شعبان المعظم 1446ھ / 18 فروری 2025ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ بعض امام صاحبان تکبیرِ انتقال رکوع یا سجدے کے لیے آدھا جھک جانے کے بعد اور کبھی تو رکوع اور سجدے میں پہنچنے کے بعد کہتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے مقتدی امام سے پہلے رکن کی طرف نہیں جا پاتے، اگر ہم ساتھ ساتھ تکبیر کہیں تو کئی مرتبہ مقتدی ہم سے پہلے رکن میں چلے جاتے ہیں۔

کیا امام صاحبان کا ایسا کہنا صحیح ہے؟ اگر نہیں تو ایسی صورتحال میں اگر ہمارے سامنے امام کے انتقالات واضح ہوں مثلاً ہم پہلی صف میں نماز ادا کر رہے ہیں اور امام کو رکوع و سجود میں آتا جاتا دیکھ رہے ہیں تو امام کو دیکھ کر ہم بھی دوسرے رکن کی طرف منتقل ہو سکتے ہیں یا امام کے تکبیر کہنے کے بعد ہی دوسرے رکن کی طرف انتقال ضروری ہے؟ برائے مہربانی اس بارے میں شرعی رہنمائی فرما دیں۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

امام کے لیے بھی تکبیرِ انتقال کی ادائیگی میں سنت یہی ہے کہ جیسے ہی رکن کی طرف انتقال شروع کرے، تکبیر کہنا بھی شروع کرے اور جیسے ہی انتقال ختم ہو، تکبیر کا بھی اختتام کر لے، یعنی انتقال اور تکبیرِ انتقال کی ابتدا اور انتہا ساتھ ساتھ ہو، اس کے خلاف امام کا رکن کی طرف آدھے جھک جانے کے بعد یا دوسرے رکن میں مکمل انتقال کے بعد تکبیر کہنا سنت کی خلاف ورزی ہے، اگرچہ مقتدیوں کے ارکان میں امام سے آگے بڑھ جانے کے خوف کی وجہ سے ہو، کیونکہ اگر کوئی مقتدی امام سے آگے بڑھتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہے، امام پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

بہر حال اگر امام سنت کے خلاف تاخیر سے تکبیر کہے تو مقتدی امام کے افعال دیکھ کر اس کی اتباع میں سنت کے موافق تکبیر کہتا ہوا انتقال کرے، اگرچہ امام نے ابھی تکبیر کہنا شروع نہ کی ہو۔

تفصیل و دلائل بالترتیب درج ذیل ہیں:

تکبیرِ انتقال کی ادائیگی میں سنت یہ ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال شروع کرتے ہی تکبیر بھی شروع اور انتقال کے اختتام کے ساتھ تکبیر بھی مکمل کرلی جائے۔ ہندیہ میں ہے: ”فیکون ابتداء تکبیرہ عند أول الخرور والفراغ عند الاستواء للركوع كذا في المحيط“ ترجمہ: تو تکبیرِ انتقال کی ابتدا جھکتے ساتھ ہی اور تکبیر کا اختتام رکوع میں کمر سیدھی ہوتے ہی کردے، اسی طرح محیط میں ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، ج 1، ص 74، دار الفکر، بیروت)

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: ”وإن خالف ترك السنة“ ترجمہ: اگر اس کی مخالفت کرتا ہے تو سنت ترک کرتا ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص 351، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام کے لیے بھی مذکورہ طریقے پر ہی تکبیرِ انتقال کہنا سنت ہے۔ شیخ الاسلام امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”اسے (یعنی امام کو) چاہیے کہ سجدہ کو جاتے یا سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کی ابتدا کرے اور ختم، انتقال پر ختم کرے مقتدیوں کی رعایت جو وہ کرتا ہے عکسِ مقصود شرع ہے، حدیث میں فرمایا: انما جعل الامام لیوتم بہ (امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے) یہ بات کہ ایسا نہ کرے تو مقتدی اس سے پہلے سجدہ کرلیں گے اس کا لحاظ مقتدیوں پر ضرور ہے جب اسے سجدہ تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہو تو یہ انتظار کریں اور ایسے وقت سجدہ کو جھکیں کہ اس کے ساتھ سجدہ میں پہنچیں بذلک امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابہ رضی اللہ عنہم (اسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا)۔“ (فتاوی رضویہ، ج 6، ص 591، 592، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مقتدی کو ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے لیے امام کے اس رکن کی طرف منتقل ہونے کا علم ضروری ہے، اس علم کے مختلف ذرائع ہیں، ان میں جس طرح امام سے تکبیرِ انتقال سننا ایک ذریعہ ہے، یونہی امام کے افعال دیکھنا بھی ہے، اور ظاہر ہے کہ عمل کے لیے علم ہی ضروری ہے، **تو جس طرح مقتدی تکبیر سن کر ایک رکن سے دوسرے کی طرف انتقال کرسکتا ہے یونہی امام کو دیکھ کر بھی کرسکتا ہے۔** در مختار، رد المحتار، مراقی الفلاح اور اس کے حاشیہ طحطاوی میں ہے، والنص للطحطاوی: ”(العلم بانتقالات الإمام لسماع أو رؤية) من الإمام أو المقتدي ومثله الرؤية“ ترجمہ: امام کے انتقالات کا علم ہو، چاہے سن کر یا دیکھ کر یعنی امام یا مقتدی سے تکبیرِ انتقال سن کر، اسی کی مثل (ان کے انتقالات) دیکھنا بھی ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص 293، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فتاوی نوریہ میں ہے: ”ہمارے ائمہ کرام نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ براہِ راست امام یا مکبر کی آواز ہی سے مقتدی مطلع ہو کر نماز ادا کرے تو جائز ورنہ نہیں، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ انتقالاتِ امام کا علم شرطِ اقتداء ہے۔۔۔ پھر اس مطلق سماع اور رویت کا ذکر بھی باعتبارِ غالب ہے ورنہ کسی اور ذریعے سے بھی علم ہو جائے تو کافی ہے مثلاً جو شخص نابینا اور بہرہ ہو وہ پاس کے مقتدی کی حرکاتِ انتقالیہ سے بذریعہ قوتِ لامسہ علم حاصل کرتے ہوئے اقتدا کر سکتا ہے۔“ (فتاوی نوریہ، ج 1، ص 400، شعبہ تصنیف و تالیف دار العلوم حنفیہ نوریہ، بصیر پور)

جب مقتدی کو انتقال کے لیے امام کے افعال دیکھنا بھی کافی ہے، تو امام کے تکبیرِ انتقال کہنے کے انتظار کو ضروری قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

البتہ یہاں ایک دوسرا کلام ہے کہ سنت میں امام کی اتباع سنت ہے، جیسے بہار شریعت میں ہے: ”سنت میں متابعت سنت ہے۔“ (ج 1، حصہ 3، ص 520)، تو مقتدی کے لیے سنت یہی ہونا چاہیے کہ امام کی تکبیر کی اتباع کریں اور اس کے تکبیر کہنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے انتقال کریں، اس سے پہلے اگر وہ انتقال کریں گے تو متابعت نہیں رہے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام کی سنت میں اتباع اس وقت سنت ہے جب امام سنت کو اس کے پورے مسنون طریقے سے ادا کرے لیکن اگر امام کسی سنت کی مخالفت کرتا ہے، چاہے اس طرح کے سرے سے سنت ہی ترک کر دے یا اس طرح کہ امام سنت تو ترک نہ کرے لیکن اس کے وقت سے موخر ادا کرے، تو مقتدی سنت کو اس کے مقام پر اس کے طریقے ہی سے ادا کرے جبکہ متابعت واجبہ کی مخالفت نہ ہوتی ہو کیونکہ امام کسی سنت کی مخالفت کرے، یا تو بالکل ہی ترک کر دے یا پھر سنت کو اس کے مقام سے موئخر کر دے، تو ایسی صورت میں مقتدی پر **امام کی سنن میں اتباع نہیں بلکہ مقتدی خود مستقل ہے**، اس کا معنی یہ ہے کہ مقتدی کا نماز کی سنن ادا کرنا، امام پر موقوف نہیں کہ امام ادا کرے تو وہ ادا کرے، امام ترک کر دے تو مقتدی بھی ترک کر دے، یہ تو رہا اصل سنت کے فعل و ترک کا معاملہ، اسی طرح سنت کو اپنے وقت سے موئخر کرنے کے حوالے سے بھی مقتدی پر امام کی اتباع نہیں یعنی اگر کسی سنت کا جو وقت و مقام ہے، امام اگر اس وقت سے اسے موئخر کرتا ہے تو مقتدی موئخر نہیں کرے گا، بلکہ وہ اسے اپنے وقت پر ادا کرے گا، ایسی صورت میں اگرچہ مقتدی اس سنت کو ادا کرنے میں امام سے مقدم ہو گا اور امام موئخر، لیکن یہ شرع کی خلاف ورزی نہیں بلکہ مطلوب شرع و مندوب ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ”ترکِ سنّت میں امام کی پیروی نہیں بلکہ موجبِ اساءت و کراہت ہے اگر وہ چھوڑے مقتدی بجالائے جبکہ اس کی بجاآوری سے کسی واجب فعل میں امام کی متابعت نہ چھوٹے ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر امام

وقتِ تحریمہ رفع یدین یا تسبیح رکوع و سجود **یا تکبیر انتقال** یا ذکر قومہ ترک کرے تو مقتدی نہ چھوڑے۔۔۔ اور اگر رکوع و سجود میں ایک ہی تسبیح کہہ کر سر اُٹھائے تو مقتدی بھی ناچار سنت تثلیث ترک کرے ورنہ قومہ و جلسہ کی متابعت میں خلل آئے گا۔ ھو الصحیح کما فی الخانیة و الخلاصة و الخزانة و الوجیز و الفتح و البحر و غیرھا من الاسفار (ترجمہ: یہی صحیح ہے جیسا کہ خانیہ، خلاصہ، خزانہ، وجیز، فتح، بحر و غیرہ کتب فقہ میں ہے)۔۔۔

اقول: و تحقیق المقام علی ما علمنی الملك العلام ان السنن لا حظ لھا فی المتابعة الا بالتبع ذلك لان معنی متابعتك غیرك جعلك نفسك تابعا له **و التبعية انما تتصور بشیئین احدھما فی نفس اتیان شیئ بمعنی انه ان فعله فعلت و ان ترکه ترکت و الآخر فی وقته فلا تتقدم علیه و لا تسبقه الیه** و ان لم یکن فعلك متوقفا علی فعله و لا متقیدا بتقدمه بل تفعله و ان لم یفعل و تبادر الیه و ان لم یاخذ فیه بعد فما انت تابع له بل انت مستقل بنفسك غیر تابع و لا متابع و ھذا ظاھر جدا۔

و اذ قد علمت **ان اتیان الماموم بالسنن غیر متقید باتیان الامام بل یاتی بھا ان ترکھا** کما اسمعناك علیه نصوص الائمة، **و من لازم ذلك جواز التقدم علیه مع الندب الیه** لجواز ان یرجع الامام بعد الترك الی الفعل کما اذا رکع فصوب راسه و طبق اکفه او ضم اصابعه او بقی صامتا غیر مسبح و الماموم **قد فعل کل ذلك بطلب الشرع ثم عاد الامام** فسوی و اخذ و خرج و سبح **فقد تقدم فعل الماموم و ھو فیه غیر ملوم بل الیه مندوب و ھو منه معتمد محسوب۔**

فقد ثبت ان لا مدخل للمتابعة فی السنن و المستحبات بل الماموم مستبد فیھا غیر داخل تحت حکم الامام و لم یتناوله تحکیمه ایاہ علی ذاته، و التزامه ان یصلی بصلاته فیما ھو محجور فیه عن التقدم علیه و الاستبداد دونه و ما ھو حقیقة الا الواجبات الفعلیة اذ ھی موضوع الاقتداء اصالة۔

۔۔ و منھا یسری الی غیرھا و ان سری کوجوب ترك سنة یلزم من فعلھا مخالفة الامام فی واجب فعلی فلیس ذلك للمتابعة فی ترك السنة بل فی الواجب المذکور کعدم جواز ان یاتی بسنن الرکوع قبل رکوع الامام فانه لا یفعلھا الا فی الرکوع و لا رکوع له قبل رکوعه فعن ھذا امتنع تقدیمھا علی رکوعه لا علی فعلیة السنن کما علمت و ھذا معنی قولنا لا حظ لھا من المتابعة الا بالتبع۔"

(ترجمہ: میں کہتا ہوں: مجھے ملک علام جل جلالہ نے جو علم دیا اس کے مطابق اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ سنن میں متابعت کا کوئی حصہ نہیں مگر بطور تبعیت، کیونکہ تمہارا غیر کی متابعت کرنے کا معنی یہ ہے کہ تم خود کو اس کے تابع بنا

رہے ہو، اور تابع دو چیزوں سے متصور ہو سکتا ہے، ایک کسی چیز پر عمل کرنے میں متابعت یعنی اگر وہ کرے تو تم کرو، وہ ترک کر دے تم بھی کر دو، دوسرا اس عمل کے وقت میں متابعت یعنی تم اس عمل کو اپنے متبوع سے پہلے نہ کرو۔ اور اگر تمہارا عمل کرنا اس کے عمل کرنے پر موقوف نہیں، نہ ہی اس کے پہلے کرنے سے مقید ہے، بلکہ وہ نہ کرے تو بھی تم کروگے اور وہ اگرچہ اس عمل میں ابھی شروع نہیں ہوا، تم اس عمل کی ابتدا کروگے، تو ایسی صورت میں تم اس کے تابع نہیں بلکہ مستقل ہو اور یہ انتہائی واضح ہے۔

اور جب تم نے یہ جان لیا کہ مقتدی کا سنن پر عمل امام کے عمل پر موقوف نہیں بلکہ امام ترک کر دے تو بھی مقتدی عمل کرے گا جیسا کہ ہم نے ائمہ کی تصریحات تمہیں دکھائیں، تو اس کا لازمی تقاضا مقتدی کا سنن کو امام سے پہلے بجالانے کا جواز مع استحباب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ امام سنت ترک کرنے کے بعد اسے پھر بجالائے، مثلاً: امام نے رکوع میں سر پست کر دیا، اپنی دونوں ہتھیلیاں بند کر لیں، یا انگلیاں متصل رکھیں یا تسبیح کہے بغیر خاموش رہا، حالانکہ مقتدی ان تمام (سنن) کو بجالایا، کیونکہ شرعاً یہ تمام مطلوب تھیں، پھر امام لوٹا اور اس نے سر برابر کیا، ہتھیلیوں سے گھٹنے پکڑے، انگلیوں میں انفصال کیا اور تسبیح کہی تو یہاں اگرچہ مقتدی نے پہلے عمل کیا لیکن وہ اس میں قابل ملامت نہیں بلکہ ایسا کرنا مستحب و باعث اجر و ثواب ہے۔

تو ثابت ہوا کہ سنن و مستحبات میں متابعت کا کوئی دخل نہیں بلکہ مقتدی اس میں مستقل ہے، امام کے حکم کے تحت داخل نہیں، اور مقتدی کا امام کو اپنے اوپر حاکم بنانا سنن و مستحبات کو شامل نہیں، اور مقتدی کا یہ التزام کہ امام کی نماز ادا کرے گا ان اشیاء میں ہے جہاں وہ امام سے مقدم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مستقل ہوتا ہے، اور حقیقتاً یہ صرف افعالِ واجبہ میں ہوتا ہے کہ اقتدا میں اصل یہی مقصود ہیں۔۔۔ ہاں! ان واجبات سے سنن وغیرہ کی طرف اتباع سرایت کرتی ہے، جیسے مقتدی پر اس سنت کو ترک کرنے کا وجوب جسے ادا کرنے سے امام سے کسی واجب فعلی میں مخالفت لازم آتی ہو، تو یہ اصل میں ترکِ سنت میں متابعت کی وجہ سے نہیں بلکہ مذکورہ واجب میں اتباع کی وجہ سے ہے، جیسے امام کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع کی سنن کو ادا کرنے کا عدم جواز، کیونکہ رکوع کی سنن مقتدی رکوع ہی میں ادا کر سکتا ہے اور امام کے رکوع سے پہلے مقتدی کا رکوع غیر معتمد ہے، تو اس وجہ سے امام کے رکوع سے پہلے مقتدی کا رکوع کرنا منع ہے، یہ سنت کی ادائیگی (میں تقدیم) کی وجہ سے نہیں جیسا کہ تم نے جان لیا، اور ہمارے قول کہ سنن میں اتباع نہیں مگر تبعیت کے طور پر کا یہی معنی ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج 6، ص 408 تا 415، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net